© rasailojaraid.com

مشرقی افریقہ کا علاقہ (کینیا)

اور

"ماؤ ماؤ" تحریک

(اس مضمون کی تیاری میں "رسالہ الہلال" (مصر) مجریہ جولائی ۱۹۵۳ء سے استفادہ کیا گیا)

(از مولانا محمد ابرار حسین صاحب فاروقی ایم اے)

آج کل "ماؤ ماؤ" تحریک کے سلسلہ میں انگریزی نوآبادی یا برطانی مقبوضہ علاقہ "کینیا" منظرِ عام پر آگیا ہے جس کے متعلق روزانہ اہم خبریں اخبارات میں آرہی ہیں پس مناسب سمجھتا ہوں کہ عام معلومات کے لئے کینیا کی جغرافیائی حیثیت کو اجمالاً اور وہاں کی تحریک آزادی کی تاریخ کو نسبتاً تفصیل سے لکھدوں تاکہ اس تحریک کی اجمالی حقیقت سے کماحقہ آگاہی ہو جائے۔

مشرقی افریقہ میں علاقہ کینیا خط استوا کے جنوب میں (۱۰) درجہ پر واقع ہے جس کے مشرق میں بحر ہند اور اس کا ساحل "ممباسا" ہے "ممباسا" کے جنوب میں جزیرہ "زنجبار" ہے شمال مشرق میں اٹلی کا "سولی لینڈ" شمال میں سلطنت حبش اور شمال مغرب میں سوڈان اور مغرب میں یوگنڈا اور "بحیرہ وکٹوریا" ہے۔ اس کے مغرب میں بلجیم کا علاقہ "کنگو" ہے۔ کینیا کا پایہ تخت "نیروبی" گھنے جنگلوں اور پہاڑوں کا مجموعہ ہے۔ جنوب میں ہے اور اس کے جنوب مغرب میں "ٹنجانیکا" کا علاقہ ہے۔ اس طرح سے یہ علاقہ مختلف حکومتوں کی نوآبادیوں اور مختلف سلطنتوں کی حدود سے گھرا ہوا ہے جو برطانوی مشرقی افریقہ کے وسط میں ہے۔

بہرحال مشرقی افریقہ کا یہ وہ وحشی اور وحشت ناک علاقہ ہے جو اب برطانوی تسلط سے بہر قیمت وقربانی چھٹکارا چاہتا ہے۔ اسی کوشش آزادی یا آزادی پسندی کا نام "ماؤ ماؤ" تحریک ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ برطانوی یا سفید فام جماعت جواب تک آرام وسکون کی زندگی بسر کرتے ہوئے وہاں کے وحشی یا نیم وحشی سیاہ فام قوم پر حکمرانی کر رہی تھی وہ اب آئے دن کے خطرات سے دوچار ہے۔

اعداد وشمار یہ بتاتے ہیں کہ "کینیا" کی نوآبادی کے علاقہ کیکو یو لینڈ" میں جو یوروپین رہتے ہیں ان کی تعداد تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ ہے گویا وہاں کے اصلی باشندوں کے مقابلہ میں ان کی آبادی ایک چوتھائی ہے باوجود اتنی بڑی آبادی کے بقول ایک انگریز کے کہ:۔

"رات دن میں ایک لحظہ کے لئے بھی ہم میں سے کوئی بھی اپنی جانوں اور جائداد کی طرف سے مطمئن نہیں ہے"

اس علاقہ کے اکثر باشندگان انتہائی وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ البتہ چند ایسے ہیں۔ وہ بھی پایہ تخت بیرونی میں۔ جو فرنگی لباس پہن کر گھوڑ دوڑ وغیرہ کے میدانوں میں پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے یا تو گھریلو اور ہوٹلوں کے ملازم ہیں۔ جیسے بہرے وخانساماں وغیرہ یا ٹیکسیوں (کرایہ کے موٹروں) کے ڈرائیور ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے "ماؤماؤ" انجمن کی بنیاد ڈالی جو اس سے پہلے ایک خفیہ انجمن تھی اس انجمن کی غرض وغایت ہی صرف یہ تھی اور ہے کہ اپنے ملک سے فرنگیوں کو جس طریقہ سے ہو سکے نکال دے۔ یہ تحریک اس تیزی سے بڑھی کہ ملک کے بیشتر افراد اس کے ممبر ہو گئے حتیٰ کہ عورتوں نے بھی ممبر بن کر اس تحریک میں حصہ لینا شروع کردیا

اس تحریک کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ اس سے قبل دو انجمنیں قریب قریب ایک ہی مقصد کے لئے قائم کی گئیں۔ چنانچہ ایک جماعت میں وہ انتہا پسند اراکین تھے جن کی رہنمائی ایک ایسے محبون کے ہاتھ میں تھی جو یہ پرچار کیا کرتا کہ یوروپین کو یا تو نکال دو یا ختم کردو یہ پرچار ایسا نہ تھا جسکو ارباب حکومت بطور تماشائی دیکھتے رہتے، چنانچہ حکومت نے انسدادی تدابیر اختیار کیں نتیجہ یہ ہوا کہ اس جماعت اور پولیس میں ایک ایسا ہولناک تصادم ہوا کہ اس میں صدر انجمن اور (۱۲) اراکین کام آگئے اور اس طرح حکومت کے نزدیک گویا وہ انجمن معہ اپنے اغراض ومقاصد کے ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اب رہی دوسری انجمن جس کی غرض تو یہی تھی مگر تنظیم بدلی ہوئی تھی۔ اس کے صدر نے گو صاف طور پر تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا لیکن یہ دعویٰ کیا کہ وہ خدا کی طرف سے صرف اس کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ:-

"وہ اپنے ملک کو انگریزوں کی لعنت سے نجات دلا دے"

سرخ کوٹ اور سرخ ہیٹ (انگریزی ٹوپی) سے ملبوس ہو کر وہ ہم وطنوں میں پھرتا اور اپنی انجمن کی بشارت دیتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں اس نے ایک روز ایک پولیس افسر کو ذبح کیا اور اس کے خون سے اپنے مددگاروں کے کپڑوں کو داغدار بنا کر یہ تلقین کی کہ:-

"اگر یہ یوروپین ملک کو نہ چھوڑیں تو اسی طرح سے ان کے خون سے ہولی کھیلو"

قریب تھا کہ یہ تشدد آمیز تحریک مزید خطرات پیدا کرے کہ اسی قتل کی پاداش میں حکومت نے اس خود ساختہ "مبعوث" یا نام نہاد "نبی" کو گرفتار کر کے پھانسی دیدی۔ چنانچہ یہ دوسری تحریک بھی حکومت کے نزدیک دب گئی۔

ان دونوں تحریکوں کے گویا فنا ہونے کے بعد "ماؤماؤ" تحریک نے ۱۹۴۰ء میں یا اس کے بعد جنم لیا جس نے یوروپین دشمنی کو اپنا مسلک بنا کر ان فنا شدہ دونوں جماعتوں کا انتقام لینے کا گویا اعلان کیا اور انگریزی دینی تعلیم کی طرف سے باشندگانِ ملک کو جن میں سے بعض اس تعلیم سے عیسائی بھی ہو چکے تھے منحرف کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کیا کہ:-

"مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) تو انگریز تھے۔ اس لئے وہ نبی یا رسول نہیں ہو سکتے تھے"

اس کے ساتھ ہی عام جلسوں کو منعقد کر کے مقررین لوگوں کو یہ سمجھاتے تھے کہ یہ سفید فام اپنے ذاتی نفع کی خاطر سیہ فام قوم پر تسلط جمائے ہوئے ہیں۔ غرضکہ اسی قسم کی باتیں کر کے اپنی قوم کے افراد کو اس تحریک میں شرکت کی نہ صرف دعوت دیتے تھے۔ بلکہ بصورت انکار یا اعراض ان کو انتقام کی دھمکیاں بھی دیتے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحریک کے مبادی یا اغراض و مقاصد کچھ ہوں جس کے آغاز و انجام کا سمجھنا انسان کے لئے ذرا مشکل ضرور ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تحریک ملک کی معاشی پستی کی پیداوار ہے کیونکہ دنیا کی اس آخری لڑائی کے بعد "کیکو یولینڈ" کے بیشتر قبائل کے افراد جب معاش سے تنگ ہوئے تو وہ جوق جوق ترکِ وطن کر کے "نیروبی" میں آکر بسنے لگے تاکہ حصولِ معاش میں ان کو آسانی ہو کیونکہ نہ صرف ان بنجر اور قحط زدہ علاقوں میں معاش کا فقدان تھا بلکہ نوجوان لوگ پایہ تخت کی بڑھتی ہوئی رونق پذیر صنعت میں داخل ہو کر بہتر زندگی گذارنے کے خواہش مند تھے۔ بہرحال یہ فطرت کا ایسا تقاضا تھا جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب مسئلہ تھا اور ہے کہ آیا پایہ تخت کی صنعت خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو ان تمام تارکینِ وطن کو جذب بھی کر سکتی تھی یا نہیں اور اس طرح ان کی معاشی حالت سدھر بھی سکتی تھی بہرحال یہاں آنے کے بعد جب انھوں نے صنعت کا دروازہ بند پایا تو ان کے لیے سوائے لوٹ مار کے کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ انھوں نے اس کام کے لئے جماعتیں بنائیں تاکہ وہ ان یوروپین کو لوٹیں جو عیش و راحت کی زندگی گذار رہے تھے مرکزی حکومت نے اس عام ترکِ وطن کے خطرات کو نہ تو بروقت محسوس کر کے اس کے انسداد کی تدابیر کیں اور نہ پہلے کے تارکینِ وطن پر سخت نگرانی رکھی۔

اس سیاسی معاشی خلفشار کے زمانہ میں انھیں قبائل کا ایک سیاسی لیڈر جو "کینی تیا" (غالباً روس سے واپس آگیا جو کینیا میں اب زیر حراست ہے اور جس کے مقدمہ پر دنیائے قانون کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں) ان فاقہ کش تارکینِ وطن کی تنظیم میں مشغول ہو گیا جلسے کر کے اس نے لوگوں سے انجمن کے اصول پر چلنے کا حلف لینا شروع کیا پولیس سے عدم تعاون اور یوروپین سے نجات حاصل کرنا اس اصول کی بنیاد تھی۔ اب تک یہ انجمن ایک حد تک خفیہ کام کر رہی تھی مگر یہ وہ کھلا ہوا راز تھا جس سے مقامی ذمہ دار حکام ناواقف نہیں ہو سکتے تھے لیکن انھوں نے اس کے خطرناک نتائج کو محسوس نہیں کیا۔ یہاں تک کہ یہ انجمن نہ صرف طاقتور ہو گئی بلکہ اس کی شاخیں سارے ملک میں پھیل گئیں اور اس کا ایسا منظم جال تقریباً تمام ملک میں پھیل گیا کہ پولیس انسدادی تدابیر کی کوششوں میں ناکامیاب رہی۔ اب یہ حالت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوگئی کہ اگر کوئی واقعہ پیش آتا تو اس کے ثبوت کے لیے پولس کو کوئی گواہ ہی نہیں ملتا تھا دن دہاڑے قتل کی واردات ہوتی لیکن کوئی شخص گواہی دینے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ یوروپین مالکانِ زراعت کے مکانوں کی دیواروں پر جلی قلم سے لکھا ہوتا کہ :۔

"روانگی یا موت"

بہر حال اس قسم کے قتل کی وارداتیں مسلسل ہونے لگیں لیکن پولس قاتل یا قاتلوں کے پتہ چلانے سے قاصر رہنے لگی اور کیوں نہ ہوتی کیونکہ مقامی لوگ تفتیشی سختیوں کو برداشت کرتے تھے لیکن واردات سے لاعلمی ظاہر کرتے تھے وہ اہل ملک جو انگریزوں اور اربابِ حکومت سے تعاون کرتے تھے وہ بھی اس جماعت کی زد سے محفوظ نہیں تھے۔ وہاں کا ایک مقامی لیڈر جو حکومت کا معاون تھا اور جس کو اہل ملک نے "افریقہ کا چرچل" نام دیدیا تھا۔ باوجود پولس کی حفاظت کے انتہائی بے رحمی سے قتل کردیا گیا لیکن باوجود ان تھک کوششوں کے پولس قاتل کے پتہ چلانے میں کامیاب نہ ہوئی۔

پولس کے ایک مقامی جاسوس نے ایک بار انجمن کے اراکین کی میٹنگ کی اطلاع پولس کو کردی اسی روز رات کو وہ خبر رساں کو گھر سے اٹھالے گئے اور ایک کافی آباد گاؤں میں اس کو لے جاکر مجمع کے سامنے اس کو سزا کا حکم سنایا سب سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کے بعد بستی والوں سے کہا گیا کہ اپنے اپنے کدالوں سے اس کے ٹکڑے بوٹی کریں۔ چنانچہ یہ حکم فوراً نافذ ہوا پولس دوسرے روز اس گاؤں میں پہنچی اس نے سب سے اس واردات کے متعلق دریافت کیا لیکن سب نے متفقہ طور پر یہی کہا کہ :۔

"ہم کو اس کے متعلق کچھ نہیں معلوم ہے"

تنظیم ماؤ ماؤ "جماعت ماؤ ماؤ" کو ان لوگوں نے کافی منظم کیا ہے جس کے چار بڑے مرکز ہیں اور جو مقامی لیڈروں کی نگرانی میں ہیں ان کی تعداد باوجود گرفتاریوں کے اب بھی کافی زیادہ ہے اور روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ انجمن کی ممبری کی فیس (۷) شلنگ (تقریباً ۵) ہے جن کو یا تو یکمشت ادا کیا جاتا ہے اور یا باقساط ادائگی ہوتی ہے۔ قسطوں کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ مقامی لیڈر اس فیس میں سے ۱/۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تہائی اپنے لئے رکھ لیتا ہے اور باقی رقم مرکز کو بھیج دیا کرتا ہے اس مالی تنظیم سے مرکز اور لیڈر دونوں مستفید ہوتے ہوئے نہایت کامیابی سے اپنے مشن کو چلا رہے ہیں۔

"ماؤ ماؤ" کی کامیابی کا راز سب سے بڑا یہ ہے جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ پورے ملک میں بہت زیادہ گھنے جنگل اور پہاڑ ہیں۔ جو ایسی پناہیں ہیں جہاں سے یہ اراکینِ جمعیت وقت مناسب پر نکل کر واردات کر جاتے ہیں اور پھر وہیں چلے جاتے ہیں۔ پولس نہ وہاں جا کر تفتیش کر سکتی ہے اور نہ ان کا پتہ چلا سکتی ہے۔ صرف اسی قسم کی وارداتیں نہیں ہیں جو جنگلوں کے آس پاس کی آبادیوں تک محدود ہوں فی الحقیقت اس انجمن کے دائرہ عمل نے اہل شہر کی یوروپین زندگی کو نہ صرف تلخ کر دیا ہے بلکہ سخت خطرہ میں ڈال دیا ہے شہری آبادی مقامی ملازموں سے بے نیاز نہیں ہو سکتی ہے جن کی اکثریت اس انجمن کی ممبر ہے جو کم از کم یہی کرتے ہیں کہ وہ ضروری خبریں مرکزوں کو دیتے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ شام کو کوئی یوروپین حسب عادت۔ اب شہر کے نواح یا سمندر کے کنارے پر نہیں جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے فارم سے دن کو بھی اپنے مکان تک دو بغیر محافظ کے نہیں آسکتے اور کسان جو مقامی ہوتے ہیں مگر وہ کسی نہ کسی فارم کے مالک یوروپین کے ملازم ہوتے ہیں۔ نیز یوروپین اپنی عورتوں کو اس فارم میں تنہا نہیں چھوڑ سکتے اور اب تو بیشتر کسان یا تو جیل خانوں میں ہیں یا اپنا کام چھوڑ کر انھیں باغیوں کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں۔

غرضکہ نہ رات خطرہ سے خالی ہے نہ دن ذی نگیوں کے مکانوں کے دروازے اور کھڑکیاں سلاخدار کواڑوں سے بند رہتے ہیں اور جیسا کہ ان کا دستور تھا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد وہ لوگ یا تو اپنے پائیں باغ میں بیٹھ کر کافی پیتے تھے یا اوپر کے چھجے پر جو پائیں باغ کے طرف ہی ہوتا ہے۔ لیکن ان خطرات نے ان کو اب گھریلو تفریحات سے بھی محروم کر دیا۔ حکومت نے انسدادی کارروائیوں کے علاوہ ایک اور تدبیر بھی نکالی ہے تاکہ باشندگانِ ملک اس انجمن سے الگ ہو جائیں۔

یعنی حکومت نے تشددی کارروائیوں کے علاوہ قبائلی "طبیبوں" سے کام لینا شروع کیا ہے جن کا قبائل کے افراد پر کافی اثر ہے۔ تاکہ وہ اس انجمن سے کنارہ کش ہو کر اس کے اثر سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آزاد ہو جائیں وہ لوگ شہروں اور گاؤں کی آبادیوں میں "ہاتھی کی ریڑھ کی ہڈی" سے کمر جس کو وہ "زنگ موت" کہتے ہیں۔ پھرتے ہیں اس پر چند تعویذ بھی ہوتے ہیں۔ وہ طبیب اپنے ہم وطنوں سے کہا کرتے ہیں کہ بس اس کے چھو لینے کے بعد انسان تمام ان خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے جس کی دھمکیاں "ماؤ ماؤ" کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ لیکن افسوس کہ یہ نسخہ بھی کامیاب نہ ہوا اور باشندگانِ ملک نے انجمن کا یا انجمن نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔

اس تخریبی اور مہلکانہ تحریک کے نتیجہ سے متعلق سر دست کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ "قوت" اور "وحشیانہ اعمال" یا "وحشت" کا مقابلہ ہے۔ العلم عند اللہ

ندوۃ المصنفین کی ایک جدید مہتم بالشان کتاب

تاریخ مشائخ چشت

خواجگان چشت کی نہایت مستند اور محققانہ تاریخ جسے "پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی" استاذ شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و رفیق ندوۃ المصنفین نے بڑی تلاش اور تحقیق کے بعد مرتب کیا ہے اردو زبان میں صوفیا کا یہ پہلا تذکرہ ہے جس میں امت کے ان پیشواؤں کے مقصد حیات نظام اصلاح و تربیت اور انداز تبلیغ پر نہایت مدلل اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے صرف مقدمہ ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جو ہر اعتبار سے تلاش و تحقیق کا شاہکار ہے۔ مقدمہ کے بعد چشتیہ نظامیہ سلسلہ کی نشاۃ ثانیہ کے مندرجہ ذیل بزرگوں کے تفصیلی حالات درج کئے گئے ہیں۔

(۱) حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی (۲) حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی (۳) حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (۴) حضرت شاہ نور محمد مہاروی
(۵) حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی (۶) حضرت خواجہ محمد عاقل (۷) حضرت حافظ محمد جمال ملتانی (۸) حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی
(۹) حضرت حافظ محمد علی خیر آبادی (۱۰) حضرت حاجی نجم الدین تیاپالی (۱۱) حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (۱۲) حضرت شاہ اللہ بخش تونسوی

۴۸۰ صفحات بڑی تقطیع کتابت طباعت کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت ۱۲ مجلد ۱۳ — مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com